روزنامہ الفضل ربوہ

فون 213029

CPL 61

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 121 | جمعرات 28 محرم الحرام۔ 1418ھ 5 احسان 1376ھش 5 جون 1997ء

جو خدا کے ہوتے ہیں خدا ان کا ہو تا ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

جو شخص سچے جوش اور پورے صدق اور اخلاص سے اللہ تعالیٰ کی طرف آتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہو تا۔ یہ یقینی اور سچی بات ہے کہ جو خدا کے ہوتے ہیں خدا ان کا ہو تا ہے اور ہر ایک میدان میں ان کی نصرت اور مدد کرتا ہے بلکہ ان پر اپنے اس قدر انعام واکرام نازل کرتا ہے کہ لوگ ان کے کپڑوں سے بھی برکتیں حاصل کرتے ہیں۔

(ملفوظات جلد پنجم ص 387)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

متقی کا لفظ باب افتعال سے آتا ہے اور یہ باب تصنع کے لئے آتا ہے۔ اسے معلوم ہوا کہ متقی کو بڑا مجاہدہ اور کوشش کرنی پڑتی ہے اور اس حالت میں وہ نفس لوامہ کے نیچے ہوتا ہے اور جب حیوانی زندگی بسر کرتا ہے' اس وقت امارہ کے نیچے ہوتا ہے اور مجاہدہ کی حالت سے نکل کر جب غالب آجاتا ہے' تو مطمئنہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ متقی نفس امارہ کی حالت سے نکل کر آتا ہے اور لوامہ کے نیچے ہوتا ہے۔ اسی لئے متقی کی شان میں آیا ہے کہ وہ (عبادت) کو کھڑی کرتے ہیں۔ گویا اس میں بھی ایک قسم کی لڑائی ہی کی حالت ہوتی ہے۔ وساوس اور اوہام آآکر حیران کرتے ہیں۔ مگر وہ گھبراتا نہیں اور یہ وساوس اس کو درماندہ نہیں کرسکتے۔ وہ بار بار خدا تعالیٰ کی استعانت چاہتا ہے اور خدا کے حضور چلاتا اور روتا ہے' یہاں تک کہ غالب آجاتا ہے۔ ایسا ہی مال کے خرچ کرنے میں بھی شیطان اس کو روکتا ہے اور اسراف اور انفاق فی سبیل اللہ کو یکساں دکھاتا ہے حالانکہ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اسراف کرنے والا اپنے مال کو ضائع کرتا ہے' مگر فی سبیل اللہ خرچ کرنے والا اس کو پھر پاتا ہے اور خرچ سے زیادہ پاتا ہے۔

(ملفوظات جلد اول ص ۱۱۹)

انفاق فی سبیل اللہ کا فائدہ خود تمہیں پہنچتا ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ غنی ہے اور تم فقراء ہو۔ خدا تعالیٰ کو تو کسی مال کی ضرورت نہیں۔ وہ ہمیشہ سے غنی ہے وہ اس دن سے غنی ہے جب اس نے تم کو سورج کی روشنی سے فائدہ پہنچانے کے لئے اس کو پیدا کیا۔ سورج کی پیدائش سے اس کو کوئی ذاتی نفع نہیں تھا اگر وہ اسے پیدا نہ کرتا تو اسے کوئی ذاتی نقصان نہیں تھا وہ ہمیشہ سے غنی ہے لیکن ہمیشہ سے وہ سخی بھی ہے۔ وہ بڑا دیالو بھی ہے۔ وہ بڑا رحم کرنے والا بھی ہے وہ بڑا خیال رکھنے والا بھی ہے۔

وہ بڑا پیار کرنے والا بھی ہے۔ جو مخلوق لاکھ سال کے بعد یا دس لاکھ سال کے بعد یا کروڑ سال کے بعد پیدا ہونی تھی۔ اس کا اس نے کروڑ سال پہلے یا دس لاکھ پہلے یا لاکھ سال پہلے سے خیال رکھا باوجود غنی ہونے کے تو جہاں اس کی صفت غنا ازلی ہے وہاں اس کی رحمت بھی ہر وقت جوش میں رہتی ہے تو تمہیں کس نے کہا کہ وہ فقیر بن کر تمہارے دروازہ پر آیا اور اس نے تمہارا دروزاہ کھٹکھٹایا۔ فقیر تو تم ہو۔ تم اپنی پیدائش سے پہلے بھی فقیر تھے کہ اگر تمہاری ضرورت کو اس وقت پورا نہ کیا جاتا اور آج سورج کی روشنی تمہارے اوپر نہ چمکتی تو تم بہت ساری چیزوں سے محروم رہ جاتے مثلاً آنکھوں کی بینائی سے تم محروم رہ جاتے۔ تم اپنی پیدائش سے بھی پہلے فقیر تھے اور تمہارا رب تو ہمیشہ سے' ازل سے غنی ہے اور ابد تک غنی رہے گا۔ لیکن کسی زمانہ کو بھی کیوں نہ لو تمہارا افقر' تمہاری احتیاج اپنے رب کی طرف تمہیں لاحق رہتی ہے۔ تو جب تمہارا اغنی۔ جب تمہارا اسخی۔ جب تمہارا دیالو جب تمہارا بخشنہار رب تمہارے دروازہ پر آکر تمہارے اموال کا مطالبہ کرتا ہے تو اس میں تمہارا ہی فائدہ اسے مد نظر ہوتا ہے اس کا اپنا کوئی فائدہ اس کے اندر نہیں ہوتا۔ اور اگر تم اس آواز پر لبیک نہ کہو اور قربانیوں کے دینے کے لئے اور ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو اس میں تمہارا اپنا نقصان ہے۔ اور کسی کا نقصان نہیں ہے۔ اور (-) یاد رکھو اگر تم ایمان اور تقوےٰ کو اختیار کرنے سے اعراض کرو اور

باقی صفحہ 7 پر

ولادت

○ مکرم سید طاہر احمد صاحب نائب ناظر تعلیم (ابن مکرم محترم سید سید احمد صاحب) اور ان کی اہلیہ عزیزہ نبیلہ امتہ النصیر صاحبہ بنت مکرم بریگیڈئر (ر) محمد وقیع الزمان خان صاحب ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے 24 مئی 1997ء کو بچی سے نوازا ہے۔ جس کا نام حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے ازراہ شفقت منزہ عطا فرمایا ہے۔

مکرم سید طاہر احمد حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسماعیل صاحب کے پوتے اور حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب کے نواسے ہیں۔ اور عزیزہ نبیلہ امتہ النصیر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی نواسی ہے۔ احباب کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو دین و دنیا میں نیک قسمت اسم بامسمی اور اپنے بزرگ اسلاف کی نیکیوں کا وارث بنائے۔ آمین

○ مکرم میجر (ر) ڈاکٹر صلاح الدین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے یکم جون 1997ء کو بچی سے نوازا ہے۔ حضرت صاحب نے ازراہ شفقت ثوبیہ عمران نام عطا فرمایا ہے جو آپا جمیلہ سرور صاحبہ سیکرٹری دعوت الی اللہ ضلع سرگودھا اور مکرم غلام حسین سرور صاحب کی پوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بچی کو باعمر اور سعادت مند بنائے۔

ایک احمدی طالبہ کی نمایاں کامیابی

○ عزیزہ مکرمہ عظمیٰ اقبال صاحبہ بنت مکرم محمد اقبال صاحب ٹیچر نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ نے 1996ء کا M.A انگریزی کا امتحان گورنمنٹ کالج لاہور سے دیا۔ اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عزیزہ موصوفہ نے پنجاب یونیورسٹی میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے۔ (عزیزہ مکرم چوہدری برکت علی صاحب آف سانگلہ کی پوتی ہے) دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو یہ اعزاز مبارک فرمائے۔ دینی ہو یا دنیوی ہر امتحان میں نمایاں کامیابیاں عطا کرتا چلا جائے

درخواست دعا

○ مکرم عبد اللہ خان صاحب صدر جماعت احمدیہ عمرکوٹ سندھ عرصہ 8 ماہ سے بائیں ٹانگ کی ران کی ہڈی ٹوٹ جانے کی وجہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

خدا تعالیٰ قادر ہے کہ جس شئے میں چاہے طاقت بھر دیوے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

5- احسان 1376 ھش   5- جون 1997ء

مانگی جانے والی چیزوں کی ثانوی حیثیت

تقدیر کا تعلق ہمیشہ مستقبل سے ہوتا ہے۔ کسی واقعہ کے رونما ہونے سے پہلے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کی تقدیر میں کیا لکھا ہے اور کیا ہو گا۔ جب واقعہ رونما ہو جاتا ہے تو پھر کہا جاتا ہے کہ یہ تقدیر میں لکھا تھا۔ یا ہماری تقدیر ہی ایسی تھی۔ پس چونکہ تقدیر کا مستقبل سے تعلق ہے اس لئے انسان کو کسی وقت اور کسی حالت میں بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ خدا تعالیٰ سب قدرتوں کا مالک ہے۔ اس سے دعا کی شرائط کے ساتھ دعا کی جائے تو نتیجہ بہتر نکل سکتا ہے۔ نتیجہ نکلنے کے بعد تقدیر کا ذکر کرنا یا نہ کرنا برابر ہے۔ آپ کیوں اپنی باتوں کو تقدیر کے سر منڈھ دیں۔ آپ نے خدا تعالیٰ سے دعا کی جب آپ کو یہ علم نہیں تھا کہ کسی بات کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ اور خدا نے آپ کی وہ دعا قبول کر لی۔ اب جو کچھ ہوا ہے۔ اسے خدا تعالیٰ کا فضل گردانیئے خدا تعالیٰ کا احسان، رحم اور کرم سمجھ کر اسے لے لیں۔ دعا کی شرائط کی بات کی ہے تو یہ یاد رکھنے والی بات ہے کہ یونہی بات کا منہ سے نکال دینا یا بغیر کسی جذبے کے کچھ فقرات کو دہراتے رہنے کو دعا نہیں کہتے۔ جو معاملات اہم ہیں اور جن کے لئے ہمارے دل میں بے قراری پیدا ہوتی ہے کہ یہ ہماری مرضی کے مطابق ہو جائیں ان کے متعلق دعا کرتے ہوئے اضطرار کی ضرورت ہے۔ اضطراری کیفیت ہو اور ایسی آدمی کی کیفیت ہو کہ دل کو اس بات کا مکمل یقین ہو کہ خدا تعالیٰ کے علاوہ کوئی شخص کام نہیں آ سکتا۔ کوئی حاجت براری نہیں کر سکتا یہ حاجت براری صرف اور صرف خدا تعالیٰ کر سکتا ہے۔ اس یقین کے ساتھ دعا کی جائے تو دعا عاجزانہ بھی ہو گی اور اس میں اضطرار بھی ہو گا۔ اور ایسی ہی دعا خدا تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا درجہ پاتی ہے۔

دعا کے متعلق ایک اور بات بھی خاص طور پر یاد رکھنے والی ہے کہ مانگ تو ہم سب کچھ سکتے ہیں جو جی میں آئے مانگئے۔ جو چیز آپ چاہتے ہیں اس کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کریں لیکن نیت یہ نہیں ہونی چاہئے کہ ضرور یہ چیز مل جائے۔ نیت یہ ہونی چاہئے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق بڑھ جائے۔ خدا تعالیٰ کے اور قریب آ جائیں۔ گویا کہ ان چیزوں کے مانگتے ہوئے بھی دراصل خدا تعالیٰ ہی کو مانگیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا موقعہ پیدا کریں۔ ویسے تو انسان کبھی اولاد مانگتا ہے کبھی مال مانگتا ہے۔ کبھی مدارج میں ترقی مانگتا ہے۔ کبھی اپنی مشکلات کے دور ہونے کے لئے دعا کرتا ہے۔ یہ سب باتیں درست ہیں۔ اس کی فطرت چاہتی ہے کہ ان امور کے لئے کی گئی دعائیں قبول ہوں۔ لیکن قبولت کا ظاہر اور باطن دو الگ الگ باتیں ہیں۔ بعض دعائیں اس طرح قبول ہوتی ہے کہ لفظاً لفظاً جو مانگا گیا تھا وہ مل گیا۔ یہ ظاہرا قبولیت ہے اور بعض دعائیں کسی اور طرح قبول ہوتی ہیں یعنی جو مانگا نہیں ملا اور کچھ اور مل گیا کیونکہ ہمیں درحقیقت اسی اور چیز ہی کی ضرورت تھی۔ یہ دعا کی قبولیت کا باطن ہے۔

پس ہماری بات ظاہراطور پر مانی جائے یا نہ مانی جائے مانگنا تو ہم نے ضرور ہے لیکن اس مانگنے کے ساتھ ہمیں خدا تعالیٰ کے حصول کو جوڑنا چاہئے۔ چیز ملے یا نہ ملے۔ مشکلات دور ہوں یا نہ ہوں۔ خدا تعالیٰ سے محبت بڑھ جائے۔ ہم خدا تعالیٰ کے زیادہ قریب ہو جائیں۔ گویا کہ جب ہم دعا کرتے ہیں تو وہ چیز بھی سامنے ہو جو ہم مانگ رہے ہیں لیکن اس سے زیادہ ظاہر و باہر خدا تعالیٰ کا حصول ہو۔ ہم اس یقین کے ساتھ مانگیں کہ وہ دینے والا ہے دے سکتا ہے۔ وہ قادر ہے چاہے تو نہ بھی دے۔ لیکن ہمارا مانگنا اس بات کی دلیل ہو گا۔ کہ ہمیں اس کے وجود کا احساس ہے اور ہم اس کی قدرتوں کو جانتے ہیں۔ اور تقدیر چونکہ مستقبل کی بات ہے جب کسی کام کا کوئی نتیجہ نکل آئے تو پھر ہم تقدیر کا ذکر کرتے ہیں۔ لیکن بہرحال تقدیر بھی تو خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جہاں ہم دعا کرتے ہیں تو ہم پر خدا تعالیٰ کی مرضی اور منشاء لاگو ہو جاتی ہے۔ یعنی ہماری دعا یا ظاہراطور پر قبول ہو جاتی ہے یا ظاہراطور پر قبول نہیں ہوتی۔ تقدیر کبھی بھی ہماری مضرت رسانی کے لئے سامنے نہیں آتی۔ اگر ہمیں خدا تعالیٰ کے وجود کا احساس ہے اور ہم اس میں ایمان رکھتے ہیں اور ہم اس کی قدرتوں کو پہچانتے ہیں اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم اس کی مخلوق ہیں اور وہ ہماری بہبود کے کام کرتا ہے تو ہم تقدیر کو کیوں اپنے خلاف سمجھیں۔ تقدیر کا تعلق مستقبل سے ہے اور مستقبل ہماری دعاؤں کے نتیجہ میں ہمارے سامنے آتا ہے۔

پس ہمیں عاجزانہ طور پر دعا کرتے رہنا چاہئے اور ہماری دعاؤں میں اضطرار ہونا چاہئے۔ اور ہم جو کچھ خدا تعالیٰ سے مانگتے ہیں اس کو ثانوی حیثیت دیتے ہوئے دراصل اپنی دعاؤں میں خدا تعالیٰ کو مانگیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کو اپنانے کی کوشش کریں۔ خدا تعالیٰ کے ہو جائیں۔ مانگنا جیسا کہ ہم نے کہا ہے ایک ثانوی حیثیت اختیار کر لے ملے یا نہ ملے۔ یہ یقین رکھیں کہ دعا کے ذریعے جو کچھ مانگا گیا ہے۔ ظاہراطور پر۔ وہ نہ بھی ملے تو خدا تعالیٰ تو ضرور ملے گا۔ جس دل میں دعا کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ جو دل عجز اور انکسار کے ساتھ دعا کرتا ہے۔ جس کی دعا میں اضطرار ہوتا ہے۔ اسے بظاہر کچھ اور نہ بھی ملے تو خدا تعالیٰ میں ایمان بڑھنے کی وجہ سے اس کا قرب ضرور حاصل ہو جاتا ہے۔

پس ہماری دعاؤں کو یہ رنگ اختیار کرنا چاہئے کہ مانگی جانے والی چیزوں کی ثانوی حیثیت ہو اور خدا کے حصول کو اولیت دی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا کرے۔

کون کیا کہتا ہے، سُن لیتا ہوں میں
جاگتا رکھتا ہوں میں اپنا ضمیر
میں سمجھ پاتا نہیں جس بات کو
میں نہیں بنتا کبھی اس کا اسیر

ابوالاقبال

حضرت سیدہ بشریٰ مہر آپا حرم حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی وفات پر

صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے قرارداد تعزیت

صدر انجمن احمدیہ کا یہ خصوصی اجلاس حضرت سیدہ بشریٰ مہر آپا حرم حضرت امام جماعت الثانی کی وفات پر حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع حضرت امام جماعت الثانی کی اولاد۔ خاندان حضرت بانی سلسلہ اور خاندان حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی خدمت میں دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔

حضرت سیدہ موصوفہ 7۔ اپریل 1919ء کو سید عزیز اللہ شاہ صاحب ابن حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کے ہاں پیدا ہوئیں۔ 1944ء میں جب حضرت سیدہ ام طاہر کی وفات ہوئی تو حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے ان کے بچوں کی نگہداشت کے لئے بعض بشارات کے ماتحت حضرت سیدہ بشریٰ بیگم بنت سید عزیز اللہ شاہ صاحب سے شادی کی۔ حضرت امام جماعت الثانی کو ایک رؤیا میں دکھایا گیا تھا:۔

"ایک فرشتہ آواز دے رہا ہے کہ مہر آپا کو بلاؤ"

(الفضل یکم اگست 1944ء)

چنانچہ جب آپ 24۔ جولائی 1944ء کو حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے نکاح میں آئیں تو خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور جماعت میں آپ "مہر آپا" کے نام سے ہی مشہور ہوئیں۔ پھر زندگی بھر اسم بامسمیٰ ثابت ہوئیں۔ آپ غریب پرور اور مسکین نواز تھیں۔ یتیموں' بیواؤں سے ہمدردی سے پیش آتی تھیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی طویل بیماری میں آپ نے حضرت صاحب کی خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیا تھا۔

آپ جماعتی کاموں میں بھی بہت مستعدی سے حصہ لیتی تھیں۔ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ میں مختلف حیثیتوں میں کام کرتی رہیں اور ایک طویل عرصہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے طور پر خدمات سرانجام دیں اور جن نیک مقاصد کے لئے آپ کا نکاح عمل میں آیا تھا ان مقاصد کو آپ نے زندگی بھر اپنا مفوضہ فریضہ سمجھ کر خوب نبھایا۔

آپ کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ آپ نے اپنی ساری جائیداد اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دی اور جیسا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے اپنے خطبہ فرمودہ 23۔ مئی 1997ء میں اعلان فرمایا ہے کہ جرمنی میں تعمیر ہونے والی ایک سو بیوت الذکر میں سے ہر بیت الذکر کی تعمیر میں حضرت سیدہ مہر آپا کی طرف سے بھی ایک خطیر رقم پیش کی گئی ہے۔

(صدر۔ صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

فضل عمر فاؤنڈیشن

بورڈ آف ڈائریکٹرز فضل عمر فاؤنڈیشن حضرت سیدہ بشریٰ بیگم "مہر آپا" حرم حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی وفات پر گہرے رنج و غم اور دلی حزن و ملال کا اظہار کرتا ہے۔

حضرت سیدہ مہر آپا مورخہ 97-5-22 کو ایک لمبی بیماری کے بعد وفات پا کر اپنے مولیٰ حقیقی سے جاملیں۔

حضرت امام جماعت الثانی نے حضرت سیدہ ام طاہر کی وفات سے پیدا ہونے والے خلا کو پر کرنے کے لئے 24۔ جولائی 1944 کو مسلسل دعاؤں اور استخاروں کے بعد اللہ تعالیٰ کے اذن سے محترمہ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ "مہر آپا" سے نکاح کیا۔

1944ء کا سال جماعت کی تاریخ میں غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ اس سال حضرت امام جماعت الثانی نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ اعلان فرمایا کہ حضرت بانی سلسلہ کو ان کی چلہ کشی اور غیر معمولی دعاؤں اور توجہ سے جو رحمت اور برکت کا نشان عطا ہوا تھا اس کا مصداق میں ہوں۔ اسی سال حضرت صاحب کی جماعتی کاموں میں نہایت ذمہ داری سے اپنی طاقت سے بڑھ کر ہاتھ بٹانے والی محبوب ہستی حضرت سیدہ ام طاہر کی وفات ہوئی اور اسی سال حضرت سیدہ "مہر آپا" کو آپ کے حرم میں شامل ہو کر ان خواتین مبارکہ کے زمرے میں شامل ہونے کا فخر حاصل ہوا جو حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے ارشاد کے مطابق "ازل سے (حضرت صاحب) سے منسوب ہو کر حضرت (بانی سلسلہ) کا جزو کہلانے والی تھیں۔"

حضرت امام جماعت الثانی نے اپنے اس نکاح کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا۔ "میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ ان خوابوں اور (پیش خبریوں) سے سیدہ بشریٰ بیگم ہی مراد ہیں" اسی طرح آپ نے فرمایا۔

"میں چونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے منشاء کے تحت یہ کام کر رہا ہوں میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے موجب خیر و برکت کرے گا"

حضرت سیدہ بشریٰ بیگم 27 سال کی عمر میں حضرت صاحب کی زوجیت کے شرف سے مشرف ہوئیں اور اس کے بعد سے آپ نے انتہائی لگن اور جذبہ سے حضرت صاحب کی خدمت و آرام اور جماعت کی محبت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا اور اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ فرشتے نے آپ کو "مہر آپا" قرار دیا تھا تو آپ مجسم مہر و محبت ثابت ہوئیں۔

حضرت صاحب کی بیماری کے ایام میں آپ کو غیر معمولی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ حضرت صاحب نے ان کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا تھا "...... اور میں دعا کرتا ہوں کہ وہ اس گھر میں آنے والی کو سلسلہ کا خادم بنائے اور احمدیت کی خدمت کی توفیق عطا کرے اور اس غرض کو پورا کرنے والی بنائے جو میرے مدنظر ہے...... تاجب وہ دنیا سے رخصت ہو تو خدا تعالیٰ کے فرشتے اس کے مالک کا سلام پہنچاتے ہوئے اس کی روح کے

باقی صفحہ 7 پر

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی۔ سویڈن

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب

کو ایک انوکھا خراج

جناب مسرت حسین زبیری' پرانی آئی سی ایس کے آدمی تھے اور متحدہ ہندوستان میں مرکزی حکومت کے اہم عہدوں پر فائز رہے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد وہ سی ایس پی قرار پائے اور پاکستان میں ممتاز سرکاری عہدوں یعنی مرکزی سیکرٹری کے عہدوں تک پر فائز رہے۔ 1971ء میں پاکستان ترکی اور ایران کی علاقائی تعاون کی تنظیم آر سی ڈی کے سیکرٹری جنرل کے طور پر ریٹائر ہوئے۔ آپ نے پاکستان کی تحریک اور پاکستان کی تشکیل کا سارا منظر نامہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ آپ نے اپنی خودنوشت سوانح عمری انگریزی میں تحریر فرمائی اور اسے ہمدرد فاؤنڈیشن پریس پاکستان نے چھاپا۔ یہ سوانح عمری دو جلدوں میں ہے۔ پہلی جلد میں 1911ء سے 1947ء تک کے حالات ہیں اور دوسری جلد میں 1947ء سے 1971ء کے۔ کتاب کا نام ہے

A Voyage Through History

یعنی "تاریخ کے اندر سفر"

1935ء 1936ء میں زبیری صاحب اپنی آئی سی ایس کی ٹریننگ کے لئے برطانیہ میں تھے۔ جب پارلیمنٹ کے نئے انتخابات ہوئے تو زبیری صاحب کو ان انتخابات کو قریب سے دیکھنے کا شوق ہوا چنانچہ آپ نے انڈیا آفس والوں سے کہہ کر کسی ایک حلقہ کے انتخاب کا جائزہ لینے کی اجازت حاصل کر لی۔ وہ حلقہ خود سیکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا یعنی سر سیموئیل ہور کا حلقہ تھا۔ ووٹ ڈالنے کا کام ختم ہوا تو انہیں امیدوار سے ملنے کی خواہش ہوئی۔ ان کو انتخابات دکھانے کا انتظام کوئی صاحب مسٹر لینگ لینڈ نامی کر رہے تھے۔ آگے جو کچھ ہے وہ زبیری صاحب ہی کے لفظوں میں انہیں کی کتاب سے ترجمہ کر رہا ہوں تاکہ صحیح صورت حال سامنے آجائے۔ لکھتے ہیں:

"انڈیا آفس والوں نے میری درخواست پر بڑی تیزی سے عمل کیا اور مجھے چیلسیا کے حلقہ سے متعلق کر دیا یہ حلقہ قدامت پسندوں کا محفوظ حلقہ تھا اور اس حلقہ سے سر سیموئیل ہور' سیکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا انتخاب لڑ رہے تھے۔ یونیورسٹی (کیمبرج) بند تھی اور ہمیں ویسے بھی یونیورسٹی کو خالی کرنا تھا۔ کیمبرج کی روایت ہی یہ تھی کہ چھٹیوں میں کوئی وہاں' سوائے استثنائی حالات اور اجازت کے' ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ میں لندن گیا اور مسٹر لینگلینڈ سے جا کر ملا۔ یہ صاحب سر سیموئیل کے الیکشن کے انچارج تھے۔ انتخابی دفتر کوئی شاندار دفتر نہیں تھا اور نہ ہی زیادہ سرگرمی وہاں نظر آتی تھی۔ بس چند ٹیلیفون کالیں آئیں یا کچھ کارکن پمفلٹ لینے کے لئے آئے۔ انہیں کارکنوں سے ایسی جگہوں کا علم ہوا جہاں تقریریں وغیرہ ہو رہی تھیں چنانچہ میں ایک دو جگہوں پر گیا اور قدامت پرست پارٹی کے جلسے دیکھے۔ میں مخالف امیدوار کی یعنی لیبر پارٹی والوں کی میٹنگ میں بھی گیا۔ دونوں جگہ پر حاضری بہت کم تھی۔ مقابلہ برابر کا تھا۔ میں پولنگ کے مقامات پر بھی گیا۔ مسٹر ایٹلی کا پولنگ سٹیشن بھی دیکھا۔ دونوں سٹیشن صاف ستھرے اور انتظامی لحاظ سے ٹھیک ٹھاک تھے۔ اندر انتہا کی خاموشی تھی مگر باہر کچھ نہ کچھ چہل پہل نظر آتی تھی۔ پولنگ چار بجے ختم ہو گئی اس کے بعد ایک مرکزی جگہ پر میئر کے دفتر میں ووٹوں کی گنتی ہونا تھی۔ مسٹر لینگلینڈ نے مجھے وہاں ٹھیک آٹھ بجے آنے کو کہا۔ میں وہاں پہنچ گیا اور ووٹوں کی گنتی شروع ہو گئی۔ مسٹر لینگلینڈ نے مجھے میئر سے متعارف کروایا اور لیبر امیدوار سے بھی۔ ہم کھڑے آپس میں باتیں کرتے رہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ انڈیا میں بھی ایسا انتخاب ہونا شروع ہو گیا اگرچہ اس کا حلقہ ابھی بہت محدود ہے۔ میئر نے کہا کہ سر سیموئیل ہور کے زمانہ میں ہی یہ حلقہ زیادہ وسیع ہو جانے کی توقع ہے۔ ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ مسٹر لینگلینڈ نے بتایا کہ سر سیموئیل ہور آگئے ہیں اور کیا میں ان سے ملنا پسند کروں گا؟ ہم دونوں ادھر گئے اور لینگلینڈ صاحب نے پورا تعارف کروایا۔ سر سیموئیل نے بڑی کشادہ مسکراہٹ اور "مکمل" انگریزی میں مجھے بتایا کہ انہیں مجھ سے مل کر واقعی بڑی خوشی ہوئی ہے۔ کچھ دیر کے بعد انہیں کامیابی کی اطلاعات ملنا شروع ہو گئیں تو زیادہ بے تکلف اور مطمئن ہو گئے اور مجھ سے ذاتی سوالات پوچھنے لگے۔ انہیں یہ جاننے میں دلچسپی تھی کہ آیا سول سرونٹس کو صوبوں میں بھیجنے کا کوٹہ مقرر ہو گیا ہے یا نہیں اور یہ کہ میں کس صوبے میں جا رہا ہوں۔ جب میں نے انہیں بتایا کہ میں پنجاب میں جا رہا ہوں تو وہ اپنی مخصوص کشادہ جبینی سے مسکرائے اور کہنے لگے "تم بڑے خوش قسمت ہو۔" میں نے کہا "ایسی کون سی خوش قسمتی کی بات ہے؟"۔ انہوں نے جو جواب دیا وہ تب بھی بڑا حیران کن تھا اور آج بھی ہے۔ بولے "کیونکہ سر ظفر اللہ خاں اس صوبے سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے اس صوبے میں جانا تمہاری خوش نصیبی ہے۔" پھر خود ہی بات بڑھائی کہ "تم جانتے ہو نا کہ سر ظفر اللہ گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں یہاں آتے رہے ہیں اور ہمارے درمیان اب بھی خط و کتابت ہوتی رہتی ہے۔" ان کی اس بات پر میرا ردعمل کوئی زیادہ خوش خلقی کا نہیں تھا۔ میں نے کہا "گول میز کانفرنس میں تو ان سے زیادہ مشہور اور تجربہ کار لوگ بھی تھے مثلاً سر تیج بہادر سپرو' مسٹر جناح' سر سرینواس شاستری' انہوں نے میری بات درمیان میں کاٹتے ہوئے کہا "ویسے تو آغا خاں بھی تھے۔ مگر کسی نے کانفرنس کو اتنے بھرپور طریق سے متاثر نہیں کیا تھا جس طرح سر ظفر اللہ نے کیا تھا۔" پھر سر سیموئیل نے بٹلر خاندان کی خدمات کا تذکرہ شروع کر دیا جو انہوں نے پنجاب کے لئے انجام

باقی صفحہ 7 پر

محمد محمود طاہر- ایم اے (ابلاغیات)

برصغیر میں مسلم صحافت کا آغاز

برصغیر پاک و ہند میں مطبوعہ صحافت کا آغاز اٹھارہویں صدی کے آخر میں ہوا جب 1780ء میں مسٹر ہکی نے کلکتہ سے "ہکیز بنگال گزٹ یا کلکتہ جنرل ایڈورٹائزز" جاری کیا۔ انیسویں صدی کے آغاز کے بعد بھی برصغیر کی صحافت یورپین لوگوں کے ہاتھ میں رہی۔ 1820ء کے بعد یہاں دیسی زبانوں اردو، فارسی، بنگلہ اور ہندی میں اخبارات کا اجراء شروع ہوا۔

1857ء کی جنگ سے قبل تک مسلم صحافت نہ ہونے کے برابر تھی۔ دہلی جہاں مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کی علامتی حکومت قائم تھی یہاں سے مسلمانوں کے چند اخبارات ابتدائی حالت میں جنگ سے قبل شائع ہونا شروع ہوئے۔ ان میں قابل ذکر مولوی محمد حسین آزاد کے والد مولوی محمد باقر کا اخبار "دہلی اردو اخبار" تھا جو 1837ء میں شروع ہوا۔ مولوی محمد باقر کو 1857ء میں انگریزوں نے گولی مار دی۔ اس اخبار میں جو 20X30/4 کے سائز پر چھپتا تھا اس کے صفحہ اول پر دو مستقل عنوان تھے ایک "حضور والا" دوسرا "صاحب کلاں" حضور والا کے عنوان سے تاجدار مغلیہ کا روزنامہ درج کیا جاتا تھا اور صاحب کلاں کے زیر عنوان ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کی سرگرمیوں کی روداد چھپا کرتی تھی۔ اس کے علاوہ برصغیر کی خبریں شائع ہوتی تھیں۔ ابتدائی دور میں اداریے باقاعدہ نہیں چھپتے تھے بلکہ جس خبر پر تبصرہ کرنا مقصود ہوتا ایڈیٹر اس خبر کے نیچے اس کا تبصرہ تحریر کر دیا کرتا تھا۔ اخبار کا لہجہ نرم تھا پولیس کی نااہلی کے خلاف اکثر لکھتا تھا۔

چنانچہ 19- اپریل 1841ء کے پرچے میں کلکتہ میں چوری کی وارداتوں کی خبر دیتے ہوئے بتاتا ہے:-

"دریافت ہوتا ہے کہ ان دنوں میں ہنگامہ چوری کا وہاں ایسا بازار گرم ہے کہ شہریوں نے رات کو سونا ترک کر دیا ہے۔ ہر شب چور دولت مندوں کے گھروں میں آ کے جو نقد جنس پاتے ہیں۔ لے جاتے ہیں اور ارباب پولیس سے کچھ تدارک اس کا نہیں ہو سکتا۔ ظاہر ہے چوروں سے سازش رکھتے ہیں۔ وگرنہ ممکن نہیں کہ ہر شب بے سازش پاسبان اور ارباب پولیس کے چوری کرنے کی جرات کر سکیں"

اس اخبار کو مرزا اسد اللہ خان غالب سے چپقلش تھی اور یہ ذوق کو زیادہ اہمیت دیتا تھا چنانچہ مرزا غالب کا پسندیدہ اخبار "سید الاخبار" تھا جس کو 1837ء میں ہی سر سید احمد خان کے بھائی سید محمد خان نے جاری کیا تھا۔

1857ء کا انقلاب اور مسلم صحافت:- جب 1857ء کے انقلاب کا آغاز ہوا تو ہندوستان کے گورنر جنرل لارڈ کیننگ نے اخبارات کی آزادی سلب کرنے کی غرض سے وہ صحافتی قانون نافذ کیا جسے تاریخ صحافت میں قانون زبان بندی The Gagging Act کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کے تحت ہر چھاپہ خانہ کو لائسنس لینا ضروری تھا حکومت کو اختیار مل گیا کہ وہ جس کو چاہے بند کر دے۔ اس قانون کی زد میں زیادہ تر دیسی اخبارات آئے اور ان میں بھی اردو اور فارسی۔ مسلم اخبارات کو بالخصوص جنگ 1857ء کا ذمہ وار قرار دیا گیا کہ یہ لوگوں میں بغاوت کے جذبات پیدا کر رہے ہیں۔ مولوی محمد باقر کو گولی سے اڑا دیا گیا۔ صادق الاخبار کے ایڈیٹر مولوی جمیل الدین کو تین سال کی قید ہوئی۔ انقلاب کے خاتمے پر دہلی کی صحافت بالخصوص ختم ہو کر رہ گئی اور مسلم صحافت عملاً ختم ہو گئی 1853ء میں اردو اخبارات کی تعداد 35 تھی جو صرف 12 رہ گئی ان میں بھی چھ نئے تھے ان 12 اخبارات میں سے صرف ایک اخبار کی ادارت کسی مسلمان کے پاس تھی۔

مسلم صحافت کا نیا دور اور سر سید احمد خان 1857ء کی خونریز جنگ کے بعد مغلیہ حکومت کی علامت کو بھی ختم کر دیا گیا اور انگریز باقاعدہ طور پر برصغیر کے حاکم بن گئے ایسے میں مسلمانوں پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہندو اس جنگ میں شریک نہیں تھے اس لئے وہ انگریزوں کی ہمدردی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ ان حالات میں مسلمان خود دو حصوں میں بٹے ہوئے تھے ایک طبقہ انگریزوں سے تعلقات استوار کرنے کا روادار نہ تھا اور نہ ہی انگریزی تعلیم کا حامی تھا دوسرا طبقہ جس کی حیثیت آٹے میں نمک کے برابر تھی وہ انگریزی تعلیم حاصل کرنے اور انگریزوں کے تعلقات بہتر کرنے کا علمبردار تھا تاکہ شکست خوردہ اور پست حالت مسلمانوں کے حالات تبدیل کر کے ان کو معاشرے کے برابر شہری کے طور پر لایا جاسکے۔ موخرالذکر طبقے کے سالاروں میں سر سید احمد خان بھی شامل تھے جو انگریزوں کے ساتھ مسلمانوں کے اچھے تعلقات اور مسلمانوں کو انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے حامی تھے۔ انہوں نے پہلے تو 1857ء کے حالات کے بعد "رسالہ اسباب بغاوت ہند" لکھا اور اس بغاوت کے اسباب میں انہوں نے لکھا کہ صرف مسلمانوں کو اس کا سبب قرار دینا درست نہیں ہے۔ انہوں نے بغاوت کے اسباب کو چاک کرنے کی کوشش کی پھر اپنے نظریات کو عملی شکل دینے کے لئے کہ مسلمان جلد از جلد برصغیر کی دوسری اقوام کی سطح پر آجاویں اور انگریزوں کو مسلمانوں پر ظلم سے ہاتھ کھینچنے کی سعی کرنے کے لئے سرسید نے میدان صحافت میں اترنے کا فیصلہ کیا تاکہ مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے لئے عملی اقدامات کئے جاسکیں۔

سرسید کی صحافت سر سید احمد خان نے ایک تجویز 1863ء میں پیش کی ایک ایسی مجلس قائم کی جائے جو ہندوستان میں علم کی توسیع اور ترقی کے لئے کام کرے اور قدیم کتب اور مفید انگریزی کتب کا ترجمہ اردو میں کیا جائے چنانچہ اگلے سال اس تجویز کو عملی جامہ پہنایا گیا اور غازی پور میں "سائنٹفک سوسائٹی" کے نام سے مجلس قائم کر دی گئی جو بعد میں علی گڑھ منتقل کر دی گئی، اس کا مقصد یہ ٹھہرا کہ یورپین زبانوں کی مفید کتب کا ہندوستانی زبانوں میں ترجمہ کیا جائے، ہندوستانیوں کی فہم و فراست کی ترقی کے لئے کوئی اخبار یا میگزین شائع کرنا اور قدیم کتب کی تلاش اور ان کو چھاپنا۔

1866ء میں اخبار سائنٹفک سوسائٹی یا علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ جاری ہوا یہ سرسید کی وفات کے بعد تک نکلتا رہا۔ یہ پہلے ہفت روزہ تھا بعد میں سہ روزہ ہو گیا۔ اس کا ایک کالم انگریزی میں اور ایک اردو میں چھپتا تھا۔ اسی طرح بعض مضامین اردو میں اور بعض انگریزی میں الگ الگ چھپتے تھے۔ تاکہ انگریز اور ہندوستانی دونوں فائدہ اٹھا سکیں اور انگریزوں اور مسلمانوں میں یہ اخبار ایک پل کا کام دے سکے۔ پہلے پہل سرسید اس میں سیاسی شذارت لکھتے تھے تا مسلمانوں میں سیاسی شعور پیدا ہو اور یہاں کی رعایا کے خیالات انگریز حکام تک پہنچ سکیں۔ اس میں سوشل، اخلاقی، علمی اور پولیٹیکل ہر قسم کے مضامین چھپا کرتے تھے۔

اخبار سائنٹفک سوسائٹی 18X22 سائز کے سولہ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا پہلے صفحہ پر تقریباً نصف جگہ نام کی پٹی لے لیتی تھی اس کے نیچے یہ ماٹو انگریزی اور اردو زبان میں درج ہوتا تھا:-

جائز رکھنا چھاپہ کی آزادی کا، کام ہے ایک دانا گورنمنٹ کا اور برقرار رکھنا اس آزادی کا، کام ایک آزاد رعیت کا ہے"

ماٹو کے نیچے چندہ خریداری اور اجرت اشتہارات وغیرہ کے لئے ایک اعلان انگریزی اور اردو میں مستقل طور پر تھا اس طرح پہلا صفحہ پورا ہو جاتا۔ باقی پندرہ صفحے دو کالموں میں منقسم ہوتے تھے ہر کالم کی لمبائی دس انچ اور چوڑائی ساڑھے تین انچ ہوتی تھی۔ 20 فیصد سے زائد مواد انگریزی اور باقی اردو میں ہوتا تھا۔

اداریے عام طور پر سرسید خود لکھتے تھے۔ وہ سرکار برطانیہ کے بہت بڑے خیرخواہ تھے اور لوگوں کو وفاداری کی تلقین کرتے تھے۔ لیکن اداریوں میں کبھی کبھی بے باکی سے نکتہ چینی کر جاتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ زمانے کی رسم اور مصالح کے مطابق وہ دامن بچا کر لکھتے تھے۔

سر سید احمد خان نے برصغیر میں جو تعلیمی، معاشرتی اور مذہبی تحریک شروع کی اس کا خطاب خاص طور پر مسلمانوں سے تھا اس کے لئے ضروری تھا کہ قوم کو نئے انداز فکر میں ڈھالا جائے اس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے ایک ماہوار رسالہ "تہذیب الاخلاق" جاری کیا اس کا انگریزی نام "دی محمڈن سوشل ریفارمر" تھا لیکن یہ سارا کا سارا اردو رسالہ تھا۔

سر سید احمد خان تعصب کے عنوان سے لکھتے ہیں:-

"ہمارا مذہب اور مذہبی علوم اور دنیا اور دنیاوی علوم بالکل علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ پس بڑی نادانی ہے جو دنیاوی علوم اور فنون کے سیکھنے میں کسی قسم کے تعصب مذہبی کو کام میں لاویں۔ مذہب اسلام ایسا مستحکم اور سچا مذہب ہے کہ جس قدر دینی اور دنیاوی ترقی ہوتی جاوے گی اسی قدر اس کی سچائی زیادہ تر ثابت ہوگی۔"

مولانا الطاف حسین حالی جنہوں نے سرسید احمد خان کی سوانح "حیات جاوید" کے نام سے تحریر کی ہے وہ تہذیب الاخلاق رسالہ کے بارہ میں یوں تبصرہ کرتے ہیں:-

"چونکہ یہ پرچہ اسلام کو ایسی صورت میں ظاہر کرتا تھا جو مسلمانوں کے عام خیالات کے برخلاف تھی اور ان کے کان میں وہ صدائیں پہنچاتا تھا جو انہوں نے پہلے کبھی نہ سنی تھیں۔ اس لئے اول اول لوگ اس سے بہت بھڑکے مگر رفتہ رفتہ مسلمانوں کے محدود دائرے پر اس کا اثر پھیل گیا .... مولویوں اور واعظوں پر اس کا منتر نہیں چل سکتا تھا کیونکہ وہ اس کو نہ صرف مذہب کے حق میں بلکہ شاید اپنے حق میں بھی مضر جانتے تھے.... باوجود اس کے چونکہ اس کی آواز زمانہ کی پکار کے موافق تھی، اس نے توقع سے بہت زیادہ کامیابی حاصل کی۔"

(حیات جاوید ص221)

سر سید احمد خان کی صحافت اور ان کی علمی خدمات کے نتیجہ میں برصغیر کے مسلمانوں میں عمومی شعور تعلیم کے بارہ میں بلند ہوا۔ کئی مدارس قائم ہو گئے۔ انگریزی تعلیم کی طرف رجحان بڑھا اور دیگر علوم جدیدہ کا رجحان پیدا ہوا جس کا نتیجہ یہ نکلا بعض اور مسلمان بھی کئی علمی و صحافتی تحریکات لے کر اٹھے جو سرسید کے مقصد کے عین مطابق تھیں۔ سرسید کو بنیاد پرستوں اور مولویوں کی طرف سے شدید مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ اور ان پر کفر کے فتوے بھی لگے۔ اس کا اظہار سرسید نے ان الفاظ میں کیا۔

"ہمارا حال تو اس بڑھیا کا سا ہو گیا ہے جس کو بازار کے لونڈے چھیڑا کرتے تھے اور جب وہ چھیڑنے والے نہ ہوتے، تو کہتی۔ کیا آج بازار کے لونڈے مر گئے۔"

(بحوالہ حیات جاوید ص 64)

انیسویں صدی کے دیگر معروف اخبارات کے علاوہ "منشور محمدی" بھی تھا جس کو 1872ء میں محمد شریف نے بنگلور سے جاری کیا اس کا اصل مقصد یہ تھا کہ شمالی ہند میں عیسائیوں کے اخبار "نور افشاں" اور کوکب ہند دین اسلام کے خلاف جو زہر اگلتے تھے اس کا جواب دیا جائے۔ اس اخبار کے مضمون نگاروں میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ بھی شامل تھے۔ اس اخبار میں مذہبی مضامین کا خاص طور پر اہتمام کیا جاتا تھا۔

(بحوالہ صحافت پاکستان و ہند میں ص 155، از ڈاکٹر عبدالسلام خورشید)

انیسویں صدی کے نصف آخر میں مسلم صحافت نے اپنے قدم جمانے شروع کئے۔ جس کا مقصد یہ بھی تھا کہ مسلمانوں میں علمی، اخلاقی اور معاشرتی ترقی پیدا کی جائے۔ بعض اخبارات و رسائل یا شخصیات نے اس میدان میں مادر علمی

باقی صفحہ 7 پر

ڈاکٹر منور احمد (از کتاب "کرم الٰہی")

ڈاکٹر محبوب عالم (آف جے پور)

ولادت 1868ء وفات 12 مئی 1933ء

ڈاکٹر محبوب عالم، ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب کے سب سے بڑے بیٹے اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اولین رفقاء میں سے تھے۔ بانی سلسلہ کے ساتھ شروع سے ہی اخلاص اور حد درجہ عقیدت تھی۔ سلسلہ کے ادنیٰ سے ادنیٰ خادم کے لئے سراپا شفقت اور دعوت الی اللہ کے لئے دل میں جوش و ولولہ رکھنے والے شخص تھے۔ اپنی ملازمت کے سلسلے میں زیادہ عرصہ ریاست جے پور میں نہایت عزت و وقار سے گزارا۔ ریٹائر ہونے پر ایک جلسے میں اہالیان جے پور نے ان کی خلق خدا سے ہمدردی اور طبی خدمات کو سراہتے ہوئے ان سے پر زور اپیل کی کہ وہ جے پور میں ہی مستقل سکونت اختیار کر لیں۔ جو کہ انہوں نے قبول فرمائی۔

ڈاکٹر محبوب عالم کے قبول احمدیت کا واقعہ بھی بہت ایمان افروز ہے۔ ڈاکٹر قاضی محمد منیر اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:-

(الفضل 30- اکتوبر 1928ء)

"مولوی برہان الدین صاحب جہلمی اکثر قادیان سے آتے ہوئے والد صاحب کے لئے بہت سے ٹریکٹ اور اشتہارات لاتے اور والد صاحب کو سناتے۔ والد صاحب بھی ان ٹریکٹوں کو بار بار پڑھتے اور گھر میں سب اہل خانہ کو سناتے۔ والد صاحب کے ماموں زاد بھائی مولوی عنایت اللہ صاحب جو آج کل ترگڑی ضلع گوجرانوالہ میں ہیں آپ سے پہلے سلسلہ میں داخل ہو چکے تھے، وہ بھی قادیان آتے جاتے لاہور میں آپ کے پاس ٹھہرتے تھے۔ قادیان کی باتیں والد صاحب ان سے دریافت کیا کرتے تھے۔ ان واقعات نے آپ میں سلسلہ کے ساتھ دلچسپی پیدا کر دی تھی۔ آپ کے فرزندان میں سے برادر مکرم ڈاکٹر محبوب عالم صاحب کہ اس وقت تک وہی سن بلوغت تک پہنچے تھے ان گفتگوؤں سے جو گھر میں ہوتی رہتی تھیں بہت متاثر ہوتے تھے لیکن والد صاحب چونکہ ابھی بیعت میں داخل نہیں ہوئے تھے اس لئے بھائی صاحب نے والد صاحب سے کسی قدر جھجک کے ساتھ قادیان جانے کی اجازت چاہی۔ ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے والد صاحب نے نہ صرف قادیان جانے کی بخوشی اجازت دی بلکہ کرایہ دے کر رخصت کیا"

اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ اب تاریخ کا حصہ ہے۔ ڈاکٹر محبوب عالم کے اپنے الفاظ میں:-

"جب میں نے حضرت بانی سلسلہ کے نورانی چہرہ کو دیکھا تو میرے دل نے گواہی دی کہ یہ چہرہ کسی دروغ گو کا نہیں ہو سکتا میں نے اسی وقت آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی"

چنانچہ احمدیت قبول کرنے کی سعادت قاضی فیملی میں سب سے پہلے ڈاکٹر محبوب عالم کے حصے میں آئی۔

مختصر حالات زندگی لاہور میڈیکل سکول سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد ڈاکٹر صاحب کی خدمات گورنمنٹ کی طرف سے ریاست جے پور کو 1901ء میں منتقل کر دی گئیں تھیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب تمام ہندوستان طاعون جیسے موذی مرض کی لپیٹ میں آیا تھا اور متعدد انسدادی تدابیر اختیار کی جا رہی تھیں۔ ڈاکٹر محبوب عالم کی تعیناتی جے پور اسٹیشن پر پلیگ ڈیوٹی کے لئے ہوئی یہاں آپ نے بڑے بے لوث جذبہ کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کو سرانجام دیا اور بنی نوع انسان کی خدمت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ وہ تقریباً دو سال اسی ڈیوٹی پر مامور رہے اور پھر سانبھر جھیل پر تبادلہ ہو گیا۔ لگ بھگ تین ساڑھے تین سال بعد سانبھر سے میو ہسپتال جے پور میں تبادلہ ہو گیا۔ آپ نے یہاں تقریباً 7 سال کام کیا اور پھر موتی کٹڑہ کی ڈسپنسری کے انچارج بنا دیئے گئے اور بالآخر اسی ڈسپنسری سے 1926ء میں بڑی نیک نامی کے ساتھ ریٹائر ہوئے۔

مضمون:- عبدالغفور صاحب انسپکٹر محکمہ نمک سانبھر جھیل

ڈاکٹر محبوب عالم سے میرا تعارف 1907ء میں ہوا جب وہ میو ہسپتال جے پور میں متعین تھے۔ میں اپنی ذاتی واقفیت اور تجربے کی بنا پر کہتا ہوں کہ جے پور ہو یا سانبھر جہاں بھی وہ رہے ہر قسم کے آدمیوں کو بلا امتیاز، امیر ہو یا غریب ادنیٰ ہو یا اعلیٰ ان کا مداح ہی پایا۔ اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہمدردی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا آپ کے زیر علاج جو مریض بھی رہا آپ نے اس کا علاج خلوص دل سے کیا اور کبھی لالچ اور طمع کو دل میں جگہ نہ دی بلکہ مرض کی اہمیت کے اعتبار سے مریض کو سنبھالتے اور فرصت کے اوقات میں بلا اخذ معاوضہ مریض کے مکان پر پہنچ کر دیکھتے اور ضروری ہدایات دیا کرتے۔ لوگوں کے تعلقات ڈاکٹر صاحب سے بحیثیت ڈاکٹر ہی کے نہ تھے۔ بلکہ وہ ان کو اپنا بہترین مشیر اور ایک ہمدرد خیال کرتے تھے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ جس شخص کو وہ سچائی پر دیکھتے اور مظلوم پاتے اس کی اعانت مقدور بھر کرتے۔ چونکہ حکام ان کو ایک بے نفس اور مخلص انسان سمجھتے تھے اس لئے ان کی ہر بات کی قدر کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب لوگوں کے معاملات میں سفارش کرتے تو ہمیشہ سچائی پر ہونے والے کا ساتھ دیتے۔

راجپوتانہ میں احمدیت کی اشاعت کا آغاز آپ ہی کے ذریعہ ہوا۔ گو صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے اس سے قبل جے پور کے باشندگان میں دعوت الی اللہ کی تھی مگر اس دوران اس نواح میں کوئی شخص احمدی نہ ہوا۔ البتہ ڈاکٹر صاحب کی تشریف آوری کے بعد سب سے پہلے سانبھر میں قاضی برکات انیس صاحب خلف قاضی شہر سانبھر اور قاضی رحمت اللہ صاحب نے 1903ء میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ اور جے پور میں بابو محمد عثمان صاحب اور غالباً ڈاکٹر محمد عمر صاحب جذب بتوسط بابو محمد عثمان صاحب، ان کے علاوہ خاکسار راقم الحروف (عبدالغفور) کو بھی بیعت کی توفیق نصیب ہوئی۔ مجھے بیعت کا شرف 1908ء میں ملا۔ شکر ہے کہ خاکسار کو حضرت بانی سلسلہ کی بیعت کرنے کا موقعہ ملا اور اس طرح خاکسار کی بیعت میں بھی بالواسطہ ڈاکٹر صاحب کا ہی جذبہ دعوت الی اللہ کام کر رہا تھا۔

خدمات سلسلہ سرانجام دینے سے آپ نے کبھی پہلوتہی نہ کی اور مرکز سے جو تحریک بھی شروع ہوتی اس میں پورے جوش کے ساتھ حصہ لیتے رہے۔ مرکز سے جس قدر اخبارات رسالے شائع ہوتے آپ خریدتے اور جو کتاب بھی منظر عام پر آتی اسے ضرور منگواتے۔ آپ کے اس جوش کو دیکھ کر یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ نے اپنی زندگی کا مقصد صرف احمدیت کی خدمت ہی سمجھا ہوا ہے۔ جو جذبہ آپ کے اندر کام کر رہا تھا وہ چاہتے تھے کہ ان کی اولاد و رفقا میں بھی وہی پیدا ہو جائے۔

اگرچہ وہ بہت ہی سادہ مزاج واقع ہوئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے مردم شناسی کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا اور آپ تھوڑی دیر گفتگو کے بعد ہی سمجھ لیا کرتے تھے کہ فلاں کتنے ظرف کا مالک ہے۔

جس بات پر دل میں کھٹکا پیدا ہوتا اسے آپ کبھی نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے ضمیر کی آواز کو دبا کر کوئی کام کرنا دل میں تیرگی پیدا کرتا ہے۔ اس عظیم اصول کو انہوں نے کبھی ترک نہ کیا وہ کسی لومتہ لائم کی پرواہ کرتے اور نہ مداہنت سے کام لیتے اس عادت نے ان کے

باقی صفحہ 6 پر

○

غم تھا مسلّط دل کی خوشی پر اور خوشی تھی غم سے زیادہ
ہم پہ جو گزری اس محفل میں کس کو خبر ہے ہم سے زیادہ

ان کے ستم میں اور کرم میں فرق تو شاید کچھ بھی نہیں ہے
دونوں کبھی مرہم سے کم ہیں دونوں کبھی مرہم سے زیادہ

یوں تو بہت زرخیز ہے کشتِ دل لیکن یہ حال ہوا ہے
خشک ہوئے ہیں جب سے آنسو خشکی ہے اب نَم سے زیادہ

کون یہ الجھن سلجھائے گا دل کی حقیقت بتلائے گا
کون سمجھ پائے گا معمّہ قطرہ سے کم اور یَم سے زیادہ

جام ہے اس کا سب سے اعلیٰ اس کی مستی سب سے بالا
جس کے پیرِ مغاں کی سطوت ہو قیصر اور جم سے زیادہ

خواہش خواہش ایک غزل ہے باتیں ہیں گیتوں کی مالا
سانس کی آمد و شد بھی ہے سنگیت کے زیر و بم سے زیادہ

یوں تو محبت کی شدت کا دعویٰ ہے ہر ایک زباں پر
ہم سے آکر آنکھ ملائے جس کو ہوس ہے ہم سے زیادہ

وہ چُپ چاپ نسیم آتے ہیں طوفانوں کی ہمراہی میں
ان کا سکوتِ روح فزا ہے چھن چھن سے اور چھم سے زیادہ

الفرقان دسمبر 72ء — نسیم سیفی

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

انڈونیشیا میں انتخابات

سب سے بڑے اسلامی ملک انڈونیشیا میں عام انتخابات میں حکمران گولکر پارٹی نے بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کر لی ہے۔ موجودہ حکمران صدر سہارتو 1964ء سے ملک کے حکمران چلے آ رہے ہیں اس اسمبلی میں جس کو منتخب کیا گیا ہے 75 سیٹیں نامزدگی سے پر کی جاتی ہیں۔ انتخابات میں بھاری اکثریت سے کامیابی کے باوجود امریکہ نے اس کامیابی کو مشکوک قرار دیا ہے۔ امریکہ نے انڈونیشیا کے انتخابی نظام پر سخت تنقید کی ہے۔ بی بی سی کے مطابق امریکہ کے دفتر خارجہ کے ترجمان نے کہا ہے کہ بڑی اپوزیشن پارٹی پی پی پی نے بھی انتخابات کو کالعدم قرار دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ انہوں نے الزام لگایا ہے کہ ووٹوں کی گنتی کا طریق کار غیر معیاری تھا۔ اپوزیشن پارٹی نے حکومت پر انتخابی فراڈ اور بدعنوانیوں کا بھی الزام لگایا ہے۔

OOO

طالبان کو کمک

پاکستان کے دینی مدارس کے طلباء ہزاروں کی تعداد میں افغانستان چلے گئے ہیں تاکہ وہ طالبان کو کمک فراہم کر سکیں۔ واضح رہے کہ اس سے قبل بھی طالبان کی قوت کا مرکز دینی مدارس کے طلبہ بتائے جاتے رہے ہیں۔ ان طلباء کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ پاکستان میں مقیم طالبان کے کمانڈروں کے پاس اپنے نام درج کروائیں۔ تاکہ ان کو شمالی افغانستان میں جاری جہاد میں حصہ لینے کے لئے بھیجا جا سکے۔ ان دینی مدارس کے طلبہ کی اکثریت جمیعت العلمائے اسلام سمیع الحق گروپ اور فضل الرحمٰن گروپ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں پشاور کے قریب افغان مہاجرین کے کیمپ میں طالبان کے سربراہ ملا عمر کے پشتو زبان میں لکھے گئے پمفلٹ تقسیم کئے جا رہے ہیں۔

OOO

برصغیر: ڈاکٹر کم فوجی زیادہ

برصغیر پاک و ہند جسے آج کی جدید اصطلاح میں جنوبی ایشیا کہا جاتا ہے۔ یہاں پر فوجیوں کی تعداد ڈاکٹروں کی نسبت چھ گنا زیادہ ہے۔ ان ممالک میں لوگ ایسی بیماریوں سے ہلاک ہو رہے ہیں جو قابل علاج ہیں۔ ایک بھارتی اخبار میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق دنیا کے 40 فیصد غریب اس خطہ ارضی میں بستے ہیں۔ اور غربت کے خاتمے کی کوششیں کرنے کی بجائے اس خطے کے ممالک عالمی رجحان کے بالکل برعکس اقدامات اٹھاتے ہیں۔

دنیا بھر میں 1984ء سے 1994ء کے درمیانی عرصے کے دس برس میں فوجی اخراجات میں 37 فیصد کمی ہوئی اور یہ رقم 12 سو بلین ڈالر سے کم ہو کر 8 سو بلین ڈالر رہ گئی جبکہ جنوبی ایشیا میں

1987ء میں فوجی اخراجات ساڑھے بارہ بلین ڈالر تھے جو 1994ء میں بڑھ کر 14 بلین ڈالر ہو گئے۔ فی کس آمدنی کے حوالے سے بھارت کا دنیا میں 142 واں نمبر ہے۔ جبکہ اسلحہ کی درآمد میں اس کا دنیا بھر میں 10 واں نمبر ہے۔ رپورٹ کے مطابق اگر ایک ٹینک نہ خریدا جائے تو 40 لاکھ بچوں کو بیماریوں سے بچاؤ کے ٹیکے لگائے جا سکتے ہیں۔ اور اگر ایک میراج 2005 نہ خریدا جائے تو اس رقم سے 30 لاکھ بچوں کو پرائمری تعلیم دلائی جا سکتی ہے۔ رپورٹ کے مطابق ایک ٹینک کی قیمت 40 لاکھ ڈالر اور ایک میراج طیارے کی 90 ملین ڈالر ہے۔

OOO

حکومت برطانیہ اور تارکین وطن

برطانیہ میں قائم اینمنٹی انٹرنیشنل نے اپنی حکومت سے کہا ہے کہ وہ تارکین وطن کے مسئلے کے لئے ضروری اقدامات کرے۔ اور اس مقصد کے لئے قانون میں مناسب تبدیلیاں کریں۔ اینمنٹی نے کہا ہے کہ اس قانون میں تمام قابل اعتراض باتوں کو نکال دیا جائے۔

دوسری جانب دیگر گروپوں بالخصوص ریفیوجی کونسل نے مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ سیاسی پناہ کے درخواست گزاروں کو جو دفاعی سہولتیں حاصل تھیں انہیں فوری طور پر بحال کیا جائے۔

تارکین وطن سے متعلق مشترکہ کونسل کے ترجمان نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا ہے کہ لیبر پارٹی اس مسئلے پر کچھ مناسب تبدیلیاں کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ نئی حکومت سے اس سلسلے میں خاصی توقعات قائم کی جا رہی ہیں۔ اگرچہ حکمران لیبر پارٹی نے اپنے انتخابی منشور میں اس مسئلہ پر زیادہ زور نہیں دیا تھا مگر محکمہ داخلہ کا کہنا ہے کہ حکومت اس مسئلے سے نبٹنے کا ترجیحی بنیادوں پر ارادہ رکھتی ہے۔

OOO

پاکستان کے وزیر اعظم اور اپوزیشن لیڈر کو حاصل ہونے والی مراعات

پاکستان کے وزیر اعظم کی تنخواہ ماہانہ 22 ہزار روپے۔ دیگر الاؤنس 10 ہزار ماہانہ ' گریجوئیٹی ایک لاکھ 20 ہزار' اور زیادہ سے زیادہ 6 لاکھ روپے۔

قائد حزب اختلاف کی مراعات ماہانہ تنخواہ بیس ہزار روپے' ابتدائی اخراجات کے لئے 5 ہزار' دیگر اخراجات کے لئے 6 ہزار روپے۔ بجلی اور گیس کے لئے 3 ہزار روپے ماہانہ' ٹیلی

فون فری' سرکاری دورہ پر 400 روپے روزانہ الاؤنس۔ میڈیکل جی پی فنڈ کے علاوہ گھر سے ملحقہ باغیچہ کی دیکھ بھال سرکاری خرچ پر ہو گی۔

یاد رفتگان

چوہدری شبیر احمد وکیل المال اول

مکرم محمود احمد سعید حیدر آبادی

آج دفتر کے کاغذات میں سے کچھ ایسے کاغذات سامنے آئے جن سے دفتر ہذا کے ایک مخلص کارکن کی یاد تازہ ہو گئی۔ میری مراد محمود احمد سعید حیدر آبادی سے ہے۔ جو 29۔ مئی 1995ء کو ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔

سلسلہ کے ایک کارکن کی حیثیت سے مکرم سعید صاحب بعض ایسی خصوصیات کے حامل تھے۔ جو دیگر کارکنوں کے لئے میرے نزدیک قابل تقلید ہیں۔ اس لئے ان سطور میں اختصاراً ان کے ایسے ہی اوصاف کا تذکرہ مطلوب ہے۔

ان کی میز پر جس پر وہ کام کرتے تھے۔ بڑے قرینے سے چیزیں رکھی ہوتی تھیں۔ اور دفتر چھوڑتے وقت وہ خصوصاً ہر چیز کو قرینے سے رکھ کر جاتے تھے۔

جو ڈیوٹی ان کے سپرد ہوتی وہ اس کی جزئیات کا بھی خیال رکھتے۔ اس فرض کو نبھانے میں دفتری اوقات سے زائد بھی بیٹھنا پڑے تو وہ بیٹھتے تھے۔

دفتر کی ڈاک وہ خود ڈاک خانہ سے لایا کرتے تھے۔ اس طرح ڈاک کے ضائع ہونے کا احتمال نہ ہوتا تھا۔ ڈاک خانہ کے عملہ سے ان کے بڑے اچھے مراسم تھے۔ مکرم سعید صاحب کی خوش اخلاقی کی وجہ سے وہ ان سے متاثر تھے۔ ان کی احساس ذمہ داری کا ایک واقعہ بیان کر دیا جائے تو مناسب ہو گا۔ ایک مرتبہ خاکسار کسی جماعت میں دورہ کے لئے گیا۔ مکرم سعید صاحب نے اس جماعت میں میرے پاس دوسرے دن آنا تھا۔ دوسرے دن جب مقررہ جماعت پہنچے تو ہاتھ پاؤں اور چہرہ پر کچھ زخم تھے۔ پوچھنے پر بتایا کہ ان کو ایک حادثہ پیش آگیا تھا۔ اگرچہ وہ سفر کے لائق نہ رہے تھے۔ مگر افتاں و خیزاں پروگرام کے مطابق وہ میرے پاس پہنچ گئے۔ یہ احساس ذمہ داری کا نتیجہ تھا۔

دفتر کا امپرسٹ ان کے پاس ہوا کرتا تھا۔ دورہ پر جانے کے لئے مجھے جس قدر پیشگی کی ضرورت ہوتی وہ مہیا کر دیتے۔ انسپکٹران کو بھی عندالضرورت پیشگیاں دیتے۔ وہ دفتر میں اپنی جگہ خاموشی سے بیٹھ کر کام کرتے رہتے تھے۔ اطاعت گزاری ان کا شیوہ تھا۔ حیدر آبادی ہونے کے ناطے گفتگو میں بڑوں کا احترام اور چھوٹوں سے شفقت ملحوظ رکھتے۔ ان کے دل میں خاندان حضرت بانی سلسلہ کے ہر فرد کا خاص احترام تھا۔ غرض وہ ایک اچھے انسان مخلص احمدی اور فرض شناس کارکن تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد وہ اللہ کو پیارے ہوئے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

OOO

بقیہ صفحہ 5

قلب میں ایسا نور فراست پیدا کر دیا تھا۔ کہ پیچیدہ معاملات کو نہایت بآسانی سلجھا دیا کرتے تھے۔

قاضی برکات انیس صاحب کے احمدی ہونے پر شہر کے مسلمانوں میں خاص جوش پھیل گیا تھا اور لوگ ڈاکٹر صاحب کے خلاف ضرر رساں پراپیگنڈہ کرنے لگے۔ گمنام عرضیاں افسران بالا کو دیں اور جامع مسجد کے علماء نے سینکڑوں آدمیوں کے مجمع میں اشتعال پیدا کرنے والی تقریریں کیں۔ جب ڈاکٹر صاحب کو یہ اطلاع ملی کہ جامع مسجد میں آپ کے خلاف تند و تلخ تقریریں کی جا رہی ہیں تو وہ تن تنہا پہنچ گئے۔ آپ کو دیکھتے ہی مقرر اور سامعین کے دلوں پر کچھ ایسا دبدبہ طاری ہوا کہ مقرر آپ کے سامنے مزید نہ بول سکا۔

ایک بار ڈاکٹر صاحب اپنی سواری کی گھوڑا گاڑی میں مجھے مکان پر پہنچانے آ رہے تھے کہ راستہ میں ایک آدمی بہت پریشانی کی حالت میں دوڑتا ہوا آیا۔ اور گاڑی کو دور سے ٹھہرانا چاہا۔ آپ نے گھوڑے کو روکا اور دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ اس نے بتایا کہ "میری اہلیہ کی حالت بہت نازک ہے' میں غریب آدمی ہوں آپ کو گھر سے بلانے جا رہا تھا" آپ نے فرمایا "میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں" اس پر اس نے کہا کہ "میرا مکان بہت ہی قریب ہے آپ مریضہ کو پہلے دیکھ لیں" اس شخص کے اضطراب کو محسوس کر کے ڈاکٹر صاحب نے میری طرف دیکھا کیونکہ مجھے بھی خاص ضرورت کی وجہ سے جلدی پہنچنا تھا اور مجھ سے دریافت فرمایا کہ "آپ کو دیر تو نہ ہو جائے گی" میں نے عرض کیا کہ "نہیں آپ مریضہ کو دیکھ آئیں" فرمانے لگے "میں بھی یہی چاہتا ہوں" یہ کہہ کر اس شخص کے ساتھ جا کر مریضہ کو پہلے دیکھا۔ معلوم ہوا کہ واقعی حالت بہت نازک ہے۔ آپ نے نسخہ تحریر فرمایا اور تاکید کی کہ "شفا خانہ جا کر جلد دوا لاؤ' میں واپسی پر پھر آتا ہوں" اس شخص نے دو روپیہ فیس پیش کی۔ مگر آپ نے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ "جلد جا کر دوا لاؤ" جب اس شخص نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا "مجھے دن میں کئی بار آنا پڑے گا۔ تم مجھے فیس کہاں تک دو گے تم غریب آدمی ہو۔ تنخواہ تو تمہیں صرف نو روپے ہی ملتی ہو گی۔ اور ابھی تیمارداری پر تمہارا خرچ آئے گا۔ بہتر یہی ہے کہ یہ پیسے تم اپنے پاس رکھو۔ میں تم سے فیس نہ لوں گا"

چلتے ہوئے پھر جلد دوا لانے کی تاکید فرمائی۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب نے اس روز مریضہ کو تین بار دیکھا اور جب تک اطمینان نہ ہو گیا برابر تین روز مریضہ کو بلا کر فیس دیکھنے آتے رہے۔

ڈاکٹر صاحب ہر احمدی کا احترام فرمایا کرتے تھے اور جس طرح اقربا میں باہم اخوت و الفت ہوا کرتی ہے ڈاکٹر صاحب کے احمدیوں کے ساتھ اسی قسم کے تعلقات ہوا کرتے تھے۔ ہر مقامی احمدی آپ کے گھر کو اپنا گھر سمجھتا تھا۔

OOO

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرمہ منیرہ خانم صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الوحید صاحب آف جرمنی کی ٹانگ کی ہڈی پھسلنے سے ٹوٹ گئی ہے اور جرمنی کے ہسپتال میں زیر علاج ہیں ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

نکاح ورخصتی

○ عزیزہ مکرمہ غازیہ تبسم صاحبہ بنت مکرم غلام مرتضیٰ صاحب صدر جماعت احمدیہ کوٹ فضل شاہ بھائی پھیرو ضلع قصور کا نکاح بہمراہ مکرم محمد بشیر صاحب ابن مکرم جان محمد صاحب سیالکوٹ بعوض پچاس ہزار روپے حق مہر مورخہ 20-2-97 کو مکرم ایم بشیر الحق صاحب مربی سلسلہ پتو کی نے کوٹ فضل شاہ بھائی پھیرو ضلع قصور میں پڑھا۔ اور رخصتی کے موقع پر دعا مکرم ماسٹر غلام مرتضیٰ صاحب صدر جماعت احمدیہ بھائی پھیرو نے کروائی۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے مکرم محمد جاوید اقبال صاحب لانڈھی 51/1 کراچی کو 22۔ اپریل 1997ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ حضرت صاحب نے ازراہ شفقت بچہ کا نام محمد ظافر اقبال عطا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نومولود کو باعمر سعادت مند بنائے۔

اعلان دارالقضاء

○ (محترمہ نسیم اختر صاحبہ بابت ترکہ مکرم محمد سلیمان صاحب)

محترمہ نسیم اختر صاحبہ اہلیہ مکرم محمد سلیمان صاحب ساکنہ مکان نمبر 21 بلاک 2B1 ٹاؤن شپ لاہور نے اطلاع دی ہے کہ میرے شوہر قضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ قطعہ نمبر 7 بلاک نمبر 19 محلہ دارالنصر ربوہ (کل رقبہ ایک کنال) میں سے ان کا حصہ 5 مرلے ہے۔ یہ حصہ میری بیٹی عزیزہ بی بی صاحبہ کے نام منتقل کر دیا جائے۔ ہم دیگر ورثاء کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے:۔

1۔ محترمہ نسیم اختر صاحبہ (بیوہ)
2۔ محترمہ سمیعہ صاحبہ (بیٹی)
3۔ مکرم عرفان احمد صاحب (بیٹا)
4۔ مکرم پرویز احمد صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء۔ ربوہ)

اعلان داخلہ

○ عثمان انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کراچی نے مندرجہ ذیل بیچلر پروگرام میں داخلہ کا اعلان کیا ہے (1) الیکٹرانکس (2) کمپیوٹر سسٹم

وہ طلبہ جنہوں نے F.Sc پری انجیرنگ مضامین کے ساتھ پاس کی داخلہ کے لئے Apply کر سکتے ہیں۔ داخلہ سے قبل ایک رجحان ٹیسٹ کلیئر کرنا لازمی ہو گا۔ داخلہ فارم وغیرہ 250 روپے کے عوض ادارہ واقع سٹریٹ 13۔ بلاک 7 گلشن اقبال سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ مکمل داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 23 جون 97ء ہے۔

○ فیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی نے مندرجہ ذیل انجینئرنگ فیلڈ سے MS اور Ph.D پروگرام آفر کئے ہیں (1) ٹرانسپورٹیشن انجینئرنگ (2) کمپیوٹر سافٹ ویئر (3) الیکٹریکل (ٹیلی کام) (4) کمپیوٹر انجینئرنگ (5) میکنیکل (6) ایروسپیس (Aerospace) (7) ماحولیاتی انجینئرنگ (8) Structural انجینئرنگ داخلہ فارم وغیرہ دفتر سے 400 روپے یا 430 روپے کا بینک ڈرافٹ منی آرڈر مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال کر کے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

رجسٹرار Nust تمیز الدین روڈ لال کرتی۔ راولپنڈی کینٹ

داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 30 جولائی 97ء ہے۔

○ نیشنل یونیورسٹی آف سائنسز اینڈ ٹیکنالوجی (Nust) نے مندرجہ ذیل انڈر گریجوایٹ پروگرام میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔

(1) سول انجینئرنگ (2) الیکٹریکل انجینئرنگ (ٹیلی کام) کمپیوٹر سافٹ ویر انجینئرنگ (4) میکینیکل انجینئرنگ (5) کمپیوٹر انجینئرنگ (6) MBBS اور BDS (آرمی میڈیکل کالج)

تعلیمی قابلیت میں F.sc پری انجینئرنگ یا پری میڈیکل ہونا لازمی ہے۔ جن طلبہ نے امتحان دیا ہوا ہے وہ بھی داخلہ کے لئے اہل ہیں۔ داخلہ سے قبل ایک ٹیسٹ کلیئر کرنا لازمی ہو گا۔ انجینئرنگ کی فیلڈ میں داخلہ کے خواہش مند طلبہ انگریزی فزکس اور کیمسٹری کے علاوہ ریاضی کا پرچہ دیں۔ MBBS اور BDS میں Apply کرنے والے طلبہ ریاضی کی بجائے بیالوجی کا پرچہ دیں گے۔ داخلہ فارم وغیرہ 400 روپے کے عوض دفتر سے یا 430 روپے کا بینک ڈرافٹ منی آرڈر مندرجہ ذیل ایڈریس پر ارسال کر کے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

رجسٹرار Nust تمیز الدین روڈ لال کرتی۔ راولپنڈی چھاؤنی۔ ٹیلی فون 583029-582985

داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 4 جولائی 97ء ہے۔

(نظارت تعلیم)

نتائج مقابلہ مضمون نویسی سہ ماہی دوم خدام الاحمدیہ پاکستان بعنوان محبت الٰہی

اول۔ محمد شکر اللہ صاحب۔ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ
دوم۔ عرفان سعید بدر صاحب۔ فیکٹری ایریا ربوہ
سوئم۔ مبارک احمد طاہر صاحب۔ حافظ آباد

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل خدام نے امتیازی نمبر حاصل کئے۔ نصیر احمد شریف صاحب حافظ آباد۔ آصف الرحمان قمر صاحب دارالذکر فیصل آباد۔ محمد ارشد نعیم صاحب مسعود فیصل آباد۔ تنویر احمد ثاقب صاحب ننکانہ شیخوپورہ۔ سید نادر سیدین صاحب اسلام آباد غربی۔ عطاء اللہ مجیب صاحب فیکٹری ایریا ربوہ۔ عبد الوہاب صاحب منگلا علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔

اللہ تعالیٰ سب کے لئے یہ اعزاز مبارک فرمائے۔ (امین)

(مہتمم تعلیم)

بیوت الحمد منصوبہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے بیوت الحمد سکیم کے تحت غرباء و مستحقین کو حسب ضرورت رہائشی سہولت مہیا کرنے کی خدمت کا سلسلہ جاری ہے اور سینکڑوں قابل امداد احباب اس بابرکت منصوبہ سے جزوی یا مکمل طور پر رہائشی سہولت پا کر اس کی برکتوں سے مستفیض ہو رہے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

خدمت خلق کی اس تحریک یا تبریک میں کئی ذی ثروت احباب نے گراں قدر مالی قربانی پیش کرنے کی سعادت پائی ہے۔ اسی طرح دیگر احباب جماعت نے بھی بڑے جوش و جذبہ سے اس میں بھرپور حصہ لیا ہے اور بعض دوست بڑی باقاعدگی کے ساتھ اس تحریک میں اپنی استطاعت کے مطابق مالی قربانی پیش کر رہے ہیں احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ حضرت صاحب کی طرف سے جاری کردہ اس پہلی مالی تحریک میں دل کھول کر حصہ لیں اور ذی ثروت احباب خصوصاً اپنی توفیق کے مطابق پورے مکان کے اخراجات کی صورت میں یا گراں قدر مالی قربانی پیش کریں۔ امراء اضلاع صاحبان اور مربیان کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ وہ اس ضمن میں موثر اور فعال تحریک فرمائیں اور مخیر احباب کے پتہ جات بھی ارسال فرمائیں تاکہ ان سے براہ راست بھی رابطہ کر کے تحریک کی جا سکے۔

امید ہے اس ضمن میں فوری اور موثر کارروائی کر کے اپنی مساعی سے مطلع فرمائیں گے۔

(سیکرٹری بیوت الحمد)

سیل ۔ سیل ۔ سیل
ایرانی کولر۔ ڈنر سیٹ۔ ٹی سیٹ۔ دیگر اشیاء
نور کراکری ہاؤس نزد اقصیٰ چوک ربوہ

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

بقیہ صفحہ 1

انفاق فی سبیل اللہ کی طرف متوجہ نہ ہو تب بھی اللہ تعالیٰ (دین حق) کی حمائت تو ضرور کرے گا اور (دین حق) کی حمائت میں اس دنیا میں جو اسباب کی دنیا ہے بہرحال غالبہ (دین حق) کے سامان وہ پیدا کرے گا۔ اگر تم بخل سے کام لوگے تو وہ ایسی قوم پیدا کرے گا جن کے دلوں میں بخل نہیں ہو گا۔

(از خطبہ 17۔ مارچ 1967ء)

○○○

بقیہ صفحہ 3

استقبال کے لئے آگے بڑھیں"

ہم آپ کی وفات پر سوگوار ہیں تاہم اس کی رضا پر راضی رہتے ہوئے ہم پیارے آقا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع اور خاندان حضرت بانی سلسلہ کے جملہ افراد سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ "مہر آپا" کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے درجات کو ہر لحہ بڑھاتا چلا جائے (آمین)۔

○○○

بقیہ صفحہ 3

دی تھیں۔ میں نے بھی اس موضوع پر بات کو آگے بڑھانے یا سیکرٹری آف سٹیٹ کی بات کی تردید کرنے کی کوشش نہیں کی اور موضوع کو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے نتائج کی طرف موڑ دیا۔۔" (تاریخ کے اندر سفر۔ صفحہ 259-260۔ شائع کردہ ہمدرد فاؤنڈیشن پریس کراچی جلد اول۔ دوسرا ایڈیشن جنوری 1987ء)

یہ کتاب پاکستان ہی میں چھپی ہے مگر انگریزی میں ہونے کی وجہ سے اس کتاب کی رسائی عام پاکستانیوں تک نہیں ہوئی۔ اس لئے اس کتاب کے اس اہم اقتباس کا اردو ترجمہ کر دیا ہے کہ اردو کے قارئین سر ظفر اللہ خاں کو پیش کئے گئے ایک اور خراج تحسین سے آشنا ہو سکیں۔

○○○

بقیہ صفحہ 4

کا کردار ادا کیا اور ان کی تربیت میں رہ کر اپنا ذاتی تشخص بھی قائم کیا۔ سرسید احمد خان کی تحریک، منشی محبوب عالم کا پیسہ اخبار اس کی نمایاں مثالیں ہیں۔ ان لوگوں کے بعد مسلم صحافت اپنے جدید دور میں داخل ہونا شروع ہو گئی۔ اور مولانا حسرت موہانی، مولانا ظفر علی خان، مولانا محمد علی جوہر اور مولانا ابوالکلام آزاد جیسی شخصیات میدان صحافت میں اتریں جنہوں نے خاص مقام حاصل کیا۔

○○○

خبریں

ربوہ : 4- جون-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 27 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 37 درجے سنٹی گریڈ

○ نیشنل بینک آف پاکستان کے اعلیٰ افسروں اور پیپلزپارٹی کے 11 لیڈروں پر کروڑوں روپے کے فراڈ کا مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ سندھ حکومت نے ایف آئی آر درج کروا کے وفاقی حکومت سے مزید کارروائی کی اجازت مانگ لی ہے۔ ملزموں میں سینیٹر گلزار بھی شامل ہیں۔ اپنی زمین پر دس لاکھ کی بجائے ایک کروڑ فی ایکڑ قرضہ جاری کردیا۔

○ وزیر اعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ ہم دو سال کے اندر عوام کی قسمت بدل دیں گے۔ سابق حکمرانوں سے لوٹی ہوئی ایک ایک پائی وصول کریں گے۔ شاہ لطیف اور شاہ عنایت کی دھرتی پر خوشحالی کے دیپ جلائیں گے۔ ملک پر قرضے کا اتنا بڑا بوجھ ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیسے اترے گا۔ ہم نے ملک کو قرضوں سے آزاد کرانے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ بدین میں فاضل راہو کی برسی کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ایسا انصاف چاہتے ہیں کہ کوئی بدمعاش غریب کی بچی کی عزت سے کھیلے تو اسے وہیں سرعام پھانسی دی جائے۔ انہوں نے کہا کہ سندھ میں مسلم لیگ کی حکومت انشاء اللہ قائم رہے گی۔

○ ہائی کورٹ نے سی ڈی اے کے سابق چیئرمین شفیع سہوانی کو رہا کردیا ان کی ضمانت سپریم کورٹ نے منظور کی تھی۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ موٹر سائیکل پر ڈبل سواری پر پابندی کا مقصد عوام کا تحفظ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر پولیس تنگ کر رہی ہے تو حکومت نظر ثانی کرے گی۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ مرتضیٰ قتل کیس کی انکوائری رپورٹ شائع کی جائے۔ آصف زرداری کو فی الفور رہا کیا جائے۔ حکومت نے احتساب کے نام پر سیاسی انتقام کا بازار گرم رکھا ہے۔ سیاسی مخالفین کے خلاف انتقامی کارروائیاں جاری رہیں تو حکومت زیادہ عرصہ نہیں چل سکے گی۔ احتسابی بل مشکوک انداز میں منظور کروا کے وزیر اعظم اور ان کے خاندان کے 1985ء سے 1990ء تک کے تمام کالے دھن کو سفید بنا دیا گیا ہے۔ اب وعدہ معاف گواہ بننے والے افسر ہی آزاد رہ سکیں گے۔ نام نہاد پیکیج میں ریگولیٹری ڈیوٹی کو ختم کیا گیا اب پھر نافذ کر دی گئی ہے۔ مہنگائی میں بے تحاشا اضافہ ہوگیا۔ انہوں نے کہا کہ بجٹ خسارہ کس نے کم کیا اور کس کی اقتصادی پالیسیاں بہتر تھیں۔ میں اس بارے میں نواز شریف کے ساتھ ہر وقت اور ہر جگہ بحث کے لئے تیار ہوں۔

○ طالبان کے منحرف جنرل عبدالمالک کی افواج نے افغان سنٹرل بینک کے گورنر احسان اللہ احسن کو گرفتار کرنے کے بعد ہلاک کردیا۔

○ بھارت نے پاکستان کی سرحدوں کے قریب درمیانے فاصلے تک مار کرنے والے میزائل نصب کر دیئے ہیں اس بات کا انکشاف ممتاز امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ اور ہانگ کانگ ٹیلی ویژن نیٹ ورک "ایشیا بزنس نیوز" نے اپنی رپورٹوں میں کیا ہے۔ ان رپورٹوں کے مطابق امریکی حکام نے کہا ہے کہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ بھارت نے ایک غلط مقام پر اپنے بیلسٹک میزائل منتقل کئے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ پاکستان کی طرف سے ان میزائلوں کی تنصیب پر شدید ردعمل کا اظہار کیا جائے گا۔

○ پاکستان کے دفتر خارجہ نے کہا ہے کہ پرتھوی میزائلوں کی تنصیب سے جنوبی ایشیا کی سلامتی کو شدید خطرات لاحق ہوگئے ہیں۔ بھارتی اقدام سے خطہ میں خطرناک حد تک ہتھیاروں کی دوڑ شروع ہو سکتی ہے۔

○ صدر لغاری نے وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو ہدایت کی ہے کہ تعلیم کے شعبہ سے کرپشن کو جڑ سے اکھاڑ دیں۔ پرائمری تعلیم کے فروغ کی خاطر باقاعدہ تحریک شروع کی جائے۔ لوگوں کو حصول تعلیم کی طرف راغب کیا جائے۔ اعلیٰ حکام باقاعدگی سے پرائمری سکولوں کا معائنہ کریں۔ صدر فورٹ منرو میں یہ خطاب کر رہے تھے۔

○ گورنر پنجاب اور وزیر اعلیٰ شہباز شریف نے صدر کے آبائی قصبے "چوٹی" میں ان سے ملاقات کی۔ پنجاب میں امن و امان کے لئے کئے جانے والے اقدامات اور بجٹ پر بات چیت کی گئی۔

○ پیپلزپارٹی کے ترجمان نے کہا ہے کہ احتساب بل میں نواز شریف نے خود کو بچالیا۔ صدر کو بھی اس معاملہ سے بے خبر رکھا گیا۔ بل میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ تحقیقات احتساب سیل کرے گا پہلے یہ کام ایف آئی اے کرتی تھی۔ پیپلزپارٹی کے رضا ربانی نے کہا کہ اس بل کو سپریم کورٹ میں چیلنج کرنے سمیت کئی راستے موجود ہیں۔

○ سرے محل کے بارے میں بے نظیر بھٹو اور آصف زرداری کے خلاف ریفرنس چند روز میں آجائے گا۔ حکومت نے تمام مواد حاصل کرلیا ہے۔

○ کرپشن کے بارے میں دائر کئے گئے اب تک کے 65 کیس کمزور ثابت ہوئے۔ بیشتر شخصیات نے ضمانتیں کروالیں۔ صرف ایک کیس میں سزا ہوئی اس ملزم (شفیع سہوانی) کو بھی سپریم کورٹ نے ضمانت پر رہا کردیا۔